مولانا حافظ سیف الرحمٰن بی اے۔

آغازِ سخن

راہ سعادت ترجمہ کتاب الزیارت

شرک ایک ایسی بیماری ہے۔ کہ اس کا مریض اپنے آپ کو مریض تصور نہیں کرتا۔ اور نہ ہی بیماری کو سمجھ سکتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسی بیماری ہے۔ جو ایمانی وجود کے لیے زہر ہلاہل سے کم نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مریض دیگر مذاہب کی طرح اپنے بزرگوں کی تعظیم و تکریم غیر محمول کرتا ہے۔ حالانکہ سیدالوریٰ حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرما دیا کہ تم عیسائیوں کی طرح میری تعظیم میں غلو مت کرنا۔ میں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

(لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ بن مریم انما عبد فقولوا عبد اللہ ورسولہ (صحیحین)

یہ حکم کیوں فرمایا، اس لیے کہ یہود و نصاریٰ میں یہ خامیاں آپ کو نظر آئیں۔ بلکہ جب آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا تو اس وقت سے آپ نے شرک کا قلع قمع کرنے کے لیے کمر ہمت باندھی اور لوگوں کو گلی کوچوں میں گھروں اور بازاروں میں صدائے توحید بلند کی اور دعوتِ توحید دی: "یا ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا۔

لوگو! کلمہ طیبہ کا اقرار کر لو، اس میں تمہاری کامیابی کا راز ہے۔

لیکن جن کی قسمت میں ازل سے بدبختی اور شقاوت مقدر ہو چکی تھی۔ وہ اس دعوت سے بہرہ ور نہ ہو سکے۔ بلکہ آنکھوں اور کانوں کے باوجود اندھے اور بہرے رہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔

انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا۔ بلکہ اسے اپنے آباؤ اجداد کی توہین پر محمول کیا۔ جس کی وجہ سے آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ بالآخر آپ کو قتل کرنے کی ناپاک سازش کی

گئی۔ اور آپ کو اپنا پیارا وطن چھوڑنا پڑا۔ مگر ان کو ہدایت میسر نہ ہوئی۔ چونکہ آپ کو حکم خداوندی

لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین (الزمر)

اگر آپ نے شرک اختیار کر لیا تو آپ کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ جس میں سراسر تمہارا خسارہ ہوگا۔

نیز فرمایا۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (النساء)

اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ وہ دیگر گناہوں میں جسے چاہے گا۔ معاف کر دے گا۔

چوری کرنے والا تسلیم کرتا ہے کہ میں بُرائی کر رہا ہوں۔ بدکاری اور زناکاری کا مرتکب اپنے آپ کو حرص و آز کا بندہ تصور کرتا ہے۔ جھوٹ اور ہرزہ سرائی پر زبان کھولنے والا اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے۔ اس لیے ان گناہوں کے مرتکب کے متعلق ہر وقت امکان رہتا ہے۔ کہ قرآن وحدیث کی روشنی سے اسے راہ ہدایت نظر آجائے۔ اس کے برعکس ایک مشرک شخص سے یہ امید رکھنا کہ وہ اپنے مشرکانہ فعل یا قول سے باز آجائے ناممکنات میں سے ہے۔ کیونکہ وہ اپنے اس مشرکانہ قول وفعل کو شرک یا گناہ سے تعبیر نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اسے بزرگوں کی توقیر وتکریم تصوّر کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مکّہ کے متمرد اور سرکش لوگ جیسے ابوجہل اور ابولہب توحید کی مشعل سے شرک وکفر کی تاریکی دور کر کے اپنے سینوں کو منوّر نہیں کر سکے۔ اس لیے اس امر کی شدید ضرورت ہے، کہ اہل علم، قلم وقرطاس سے اور محراب ومنبر سے شرک کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں اور آقائے نامدار حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنت کے مطابق گلی کوچوں میں گھروں اور بازاروں میں پرائیویٹ اور سرکاری اداروں میں، سکولوں اور کالجوں میں خلوت وجلوت میں، دن کی روشنی میں، رات کی تاریکی میں، جنگلوں اور بیابانوں میں غرضیکہ اس ربع مسکوں کے چپہ چپہ پر صدائے توحید بلند کریں۔ اور شرک وبدعت کے بوٹے توحید کی کلہاڑی سے بیخ وبن سے اکھاڑ دیں۔ جیسے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ قاطع شرک وبدعت نے اس کے خلاف قلم اور زبان سے جہاد کیا۔ اور اس کی پاداش میں کئی مرتبہ جیل کی تنگ وتاریک کوٹھڑی میں بند کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھرے اور اپنی

بے پایاں رحمت کی بارش ان کی قبر پر برسائے۔ آمین۔!

آپ نے شرک کی تردید پر متعدد کتب تالیف کی ہیں۔ کتاب ہذا جو "کتاب الزیارت" کے نام سے موسوم ہے۔ یہ بھی انہیں کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے۔ اس میں انہوں نے زیارتِ قبور کے تمام مسائل کی خوب وضاحت کی ہے۔ زیارت شرعی اور زیارت بدعی میں نمایاں فرق سے ہمیں آگاہ کیا۔ اس میں انہوں نے مندرجہ ذیل چودہ مسائل پر قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ محققانہ گفتگو کی ہے اور کسی مسئلہ کو تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا۔!

فہرست مسائل

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین پر سلام کا حکم اور آپ کی قبر مبارک کی زیارت کا حکم۔

۲۔ محض قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز نہیں۔

۳۔ قبروں کے پاس جا کر دعا کرنے کا حکم اور ان مقامات کا ذکر جہاں پر دعا مستجاب ہوتی ہے۔

۴۔ قبروں کے احکام کے متعلق متعدد فصلیں

۵۔ جن مقامات سے انبیاء کا گزر ہوا یا وہاں قیام کیا یا چند لمحات کے لیے ٹھہرے، ان میں نماز پڑھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں سے نہیں۔

۶۔ قبروں پر مسجدیں بنانے کے متعلق سخت وعید۔

۷۔ مُردوں سے سوال کرنا اور ان سے مدد حاصل کرنا، اس کے کئی مراتب ہیں۔ کچھ شرکیہ ہیں کچھ از قبیلِ بدعت ہیں۔

۸۔ قبروں کو چھونا اور بوسہ دینا اور قبروں کی آمدنی جو مجاور لیتے ہیں، حرام ہے۔

۹۔ بیت المقدس کی زیارت کا سفر عبادات مشروعہ کی غرض سے جائز ہے، نیز وہاں پر عباداتِ مشروعہ اور غیر مشروعہ کی تفصیل۔

۱۰۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مسجد الحرام سے افضل ہے لیکن تربت افضل نہیں۔!

سلہ یہ علیحدہ کتابی صورت میں شائع نہیں ہوئی، بلکہ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۷ میں ایک مستقل عنوان سے شائع ہوئی ہے۔

۱۱۔ فرضی مزارات کا ذکر حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے مزارات بھی فرضی ہیں۔

۱۲۔ مکہ مکرمہ کی مدینہ منورہ پر فضیلت ہے

۱۳۔ قبروں کی زیارت کے اذن میں عورتیں شامل نہیں۔

۱۴۔ میت پر نوحہ کرنا اور عورتوں کا بے پردہ ہونا منع ہے۔

اس کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کرنے کا خواہاں ہوں۔ اللہ رب العزت کا لاکھ شکر ادا کرتا ہوں۔ جس نے مجھے اس احسن عمل کا آغاز کرنے پر آمادہ کیا۔ یہ اس ذات کی انتہائی کرم نوازی ہے۔ جس نے میرے جیسے نحیف و نزار اور پست ہمت انسان کو بخشی۔ اس کا ترجمہ کرنے کا اہتمام کرسکوں۔ اللہ کی بے پایاں رحمت کا ہر وقت امیدوار ہوں اور مجھے اس کی رحمت پر کامل بھروسہ ہے کہ اگر مجھ سے لاکھوں کوتاہیاں اور لغزشیں سرزد ہیں اور دفتر اعمال میں کوئی نیکی خالص اللہ کی رضا جوئی کی خاطر کی ہوئی یاد نہیں آتی۔ تاہم عقیدہ توحید پر پختہ ہوں۔ اس کتاب کا یہ ترجمہ جس کا آغاز کر رہا ہوں۔ جس کو راہ سعادت ترجمہ کتاب الزیارات" کے نام سے موسوم کر رہا ہوں۔ اس کا واضح ثبوت ہے۔ اس لیے بحکم خداوندتعالیٰ

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ .... رحمت یزداں کا ہر وقت امیدوار ہوں

اور امید رکھتا ہوں کہ یوم محشر کو مجھے اس عقیدہ توحید کی بدولت اپنے نیک بندوں کے ہمراہ جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے گا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز کما قال الشاعر۔

ما الیک وسیلۃ الا الرجاء ۔ وجمیل عفوک ثم انی مسلم

حاشا بجودک ان تقنط عاصیا فالفضل اجزل والمواھب اوسع

سیف الرحمٰن الفلاح، بی اے۔

شیخ الاسلام کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر۔

ترجمہ کا آغاز کرنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کتاب کی شخصیت پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے۔ تاکہ کتاب کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہوسکے۔

شیخ الاسلام کا اصل نام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہؒ ہے۔ آپ دمشق کے قریب ایک بستی حران میں ۶۶۱ھ کو پیدا ہوئے اور ۷۲۸ھ کو اس عالم فانی سے

رحلت فرما کر اللہ کی رحمت کے جوار میں آرام فرما ہوئے۔

آپ اسلام کے بہت بڑے داعی تھے۔ تحقیق و تنقید میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آپ کے ہم عصروں نے آپ کو راس المحققین کا خطاب دیا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے قلم، زبان اور تلوار سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ آپ کو علوم و معارف پر اس قدر عبور تھا۔ کہ بڑے بڑے علماء اور فضلاء آپ کی شاگردی پر نازاں تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی تحصیلِ علم، تعلیم علم اور تدریس و تالیف میں گزاری۔ اللہ کے دشمنوں سے نبرد آزما ہونے اور دین اسلام کی حفاظت کی خاطر تن، من اور دھن کی بازی لگانے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔

اندریں حالات آپ ازدواجی زندگی کی طرف عنانِ توجہ منعطف نہ کر سکے۔ بلکہ مجردانہ زندگی پر قانع رہے۔ اللہ کی رضا جوئی کی خاطر بڑی بڑی مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ کو مال و منال اور جاہ و حشمت سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ آپ کی زندگی سادگی کا بہترین نمونہ تھی۔ اکل و شرب، لباس اور مسکن بھی تکلفات سے پاک تھے۔ آپ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم تھے۔ اور اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ رسول میں عدیم النظیر تھے۔ چنانچہ حافظ ابو الحجاج مزیؒ آپ کے متعلق اپنی رائے کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

ما رأیت احدا اعلم	میں نے ان سے بڑا کوئی کتاب اللہ اور سنت
بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ	رسول کا عالم نہیں دیکھا اسی طرح ان سے زیادہ
ولا اتبع لھما منہ	ان دونوں کی پیروی کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا

حافظ ذہبیؒ آپ کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

آپ فقہ میں مذاہب اربعہ کے علاوہ مذاہب صحابہ اور تابعین میں بے نظیر مہارت رکھتے تھے۔ ملل و نحل اور اصول و کلام کے علوم میں اپنی مثال آپ تھے۔ تاریخ اور سیرت کے علوم پر ان کو کلی عبور حاصل تھا۔ کتاب و سنت کی معرفت میں دیگر علماء میں ان کی نسبت یوں تھی جیسے سر کی دیگر اعضائے۔ منقولات میں ایک بحر بے کراں تھے۔ علوم اسلامی کا منبع اور مرکز تھے اسلامی علوم کے اصول و فروع اور دقیق و جلیل سے خوب واقف تھے۔ اگر ان کو مفسر کی حیثیت سے دیکھا جائے تو تفسیر کا پرچم انہیں کے ہاتھوں میں دینے پر سب علماء مجبور ہوں گے۔ اگر ان کی فقاہت کو دیکھا جائے۔ تو بلا تامل ان کو مجتہد مطلق قرار دیا جائے گا۔ اگر متکلمین میں ان کا ذکر کیا

جائے تو وہ اکیلے ہی جماعت نظر آئیں گے۔

اگر آپ حفاظ کے پاس آتے تو وہ بولتے، لیکن حفاظ کی زبانیں بند ہو جاتیں۔ اگر ابن سینا ان کے دور میں ہوتا تو فلسفہ حاصل کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ عربی زبان اور اس کی گرامر پر ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ جس حدیث کو وہ کتب ستہ یا مسند کی طرف سے منسوب کرتے تو اس میں انکار کی کوئی گنجائش نہ رہتی۔ ان پر یہ قول صادق آتا ہے کہ جس حدیث کو ابن تیمیہؒ نہیں جانتا وہ حدیث نہیں۔ ہاں البتہ کلی طور پر علم کا احاطہ کرنا اللہ کا خاصہ ہے۔

ان کے شاگرد رشید ابن الہادی اپنے محترم استاد کے متعلق اپنی حسن عقیدت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

امت کے متقدمین اور متاخرین میں سے کسی کو نہیں جانتا جس کے پاس علم کا اتنا ذخیرہ ہو جتنا ان کے پاس تھا۔ اور نہ کسی نے اتنی تصنیفات تحریر کیں، جتنی ان کی تصنیفات ہیں۔ بلکہ کوئی صاحب ان کے قریب پہنچنے کی ہمت نہیں کر سکا۔ حالانکہ ان کی اکثر تصانیف صرف حافظہ کی مدد سے لکھی گئیں ہیں۔ ان کی اعانت کے لیے ان کے پاس کوئی کتاب نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ جیل کی تنگ تاریک کوٹھڑی میں اظہار حق کی سزا بھگت رہے تھے۔ اور امدادی کتب ان کے پاس موجود نہ تھیں۔ بلکہ حکومت نے ان کے پاس کتاب بھیجنے کو ممنوع قرار دیا ہوا تھا۔

زیارت کے متعلقہ مسائل :-

ان رسائل میں انہوں نے حق کی خوب وضاحت کی ہے۔ زیارت شرعی اور زیارت بدعی میں نمایاں فرق واضح کیا ہے۔ جو لوگ قبروں پر جا کر بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جو سراسر زیارت کے خلاف ہوتی ہیں اور غلط فہمی پر مبنی ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ لوگ وہاں پر غیر اللہ کی پرستش کا کاروبار شروع کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دین اسلام اور اطاعت رسول کی اہمیت لوگوں کی نگاہوں میں کم ہو جاتی ہے۔ اور شرک اور بت پرستی کو تعظیم بزرگان اور تکریم اولیاء اللہ پر محمول کرتے ہوئے خوب فروغ دیتے ہیں۔ چنانچہ دور حاضر میں یہ بیماری اس قدر عام ہو چکی ہے۔ کہ خود ارباب بست و کشاد اس میں مبتلا ہیں۔ کبھی قبروں پر پھولوں کی چادر چڑھاتے ہیں۔ اور کبھی وہاں پر صدقہ وخیرات اور نذر و نیاز دینے کے لیے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ تمام امور شرکیہ ہیں جیسے شیخ الاسلام نے ان رسائل میں خوب وضاحت

کی ہے۔ اللھم نور قلوبنا بنور الایمان واحفظنا من الشرک والبدعۃ

سیف الرحمٰن الفلاح۔ بی۔ اے۔

پہلا مسئلہ:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام بھیجنے اور آپ کے روزہ اطہر کی زیارت کے احکامات:۔

سوال:۔ شیخ الاسلام، مفتیٔ امام ابن تیمیہؒ سے سوال کیا گیا۔ کہ حدیث "من حج فلم یزرنی فقد جفانی پر روشنی ڈالیے۔ اور محدثین کے نزدیک اس کا کیا درجہ ہے۔!

جواب:۔ آپ نے جواب دیا کہ من حج ولم یزرنی فقد جفانی [1] یعنی جس نے حج کیا اور میری زیارت کے لیے نہ آیا تو اس نے مجھ سے روگردانی کی۔

یہ کوئی حدیث نہیں، یہ سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے روگردانی حرام ہے۔ لیکن آپ کی قبر مبارک کی زیارت فرض نہیں۔ تمام علماء اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ آپ کی قبر مبارک کی زیارت کے سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں۔ بلکہ ایسی احادیث جو بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً۔

من زارنی وزار ابی فی عام واحد ضمنت لہ الجنۃ [2]

جس شخص نے میری اور میرے والد کی زیارت ایک ہی سال میں کی۔ میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اور اس جیسی دیگر احادیث سب جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ تمام علماء نے متفقہ طور پر ان احادیث کو جھوٹ اور موضوع قرار دیا ہے۔ دار قطنی وغیرہ نے کچھ احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے سلسلے میں بیان کی ہیں۔ یہ سب کی سب درجہ صحت سے گری ہوئی ہیں۔ ناقابلِ اعتماد ہیں۔

---

[1] سخاویؒ نے مقاصد میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ ذہبیؒ نے میزان میں لکھا ہے کہ یہ موضوع ہے۔ (مترجم)

[2] نوویؒ نے اس کے متعلق "مجموع" میں لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ کسی صاحب علم نے اسے بیان نہیں کیا۔ (مترجم)

امام مالکؒ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے لیے جانا مکروہ ہے سلہ حالانکہ وہ ایسی بزرگ ہستی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے معاملہ میں، سب سے زیادہ واقف تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا علم جس قدر آن کے سینے میں محفوظ تھا۔ اتنا کسی کو ان کے زمانے میں نصیب نہیں ہوا۔ صحابہ کرامؓ، تابعین عظام اور تبع تابعین رحمہ اللہ اجمعین جو آپ کی سنت پر فریفتہ تھے۔ امام صاحب ان کے حالات سے بھی خوب واقف تھے۔ یہ تمام اس بات کو مکروہ تصور کرتے تھے۔ کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی۔ اگر یہ لفظ علمائے مدینہ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا تو امام مالکؒ اسے ہرگز مکروہ تصور نہ کرتے۔ اس کے برعکس جب کوئی شخص یہ کہے کہ "میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر سلام بھیجا تو یہ بالاتفاق جائز ہے اور اس میں کسی قسم کی کراہت کا شائبہ نہیں۔

چنانچہ سنن کی کتاب میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من احد یسلم علی الا	جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ
رد اللہ علی روحی حتی ارد	تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے تاکہ میں
علیہ السلام سلہ	اس کے سوال کا جواب دوں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ یوں سلام کہا کرتے تھے۔

السلام علیک یا رسول اللہ	اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام
السلام علیک یا ابا بکر السلام	ہو۔ اے ابوبکر صدیقؓ آپ پر سلام ہو اور
علیک یا ابت ۔ سلہ	اے ابا جان! آپ پر سلام ہو۔

سنن ابی داؤد میں مذکور ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سلہ اس زیارۃ سے مراد وہ ہے جو مشرک اور بدعتی لوگ کرتے ہیں۔ کیونکہ شرعی زیارت جس میں اہل قبور کو سلام کہا جاتا ہے۔ اس کے مستحب ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہے (مترجم)

سلہ ترغیب جلد دوم صد ۴۹۹ بحوالہ ابو داؤد، احمد۔

سلہ موطا امام مالکؒ

اکثروا علی من الصلوٰۃ یوم الجمعۃ و لیلۃ الجمعۃ فان صلوٰتکم معروضۃ علی قالوا وکیف تعرض صلوٰتنا علیك وقد ارمت۔ قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ؎۱	جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ تمہارا یہ درود مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے تعجب سے دریافت کیا کہ آپ کی رحلت کے بعد ہی ہمارا درود آپ کو کیسے پہنچ سکتا ہے۔ حالانکہ آپ کا جسد لحد بوسیدہ ہو چکا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ایسے ہرگز نہیں ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو انبیا کے اجسام کے کھانے سے منع کیا ہوا ہے۔

شیخ الاسلامؒ بیان کرتے ہیں کہ حدیث "من زار قبری فقد وجبت لہ شفاعتی"۔ ؎۲ اور اس جیسی دیگر احادیث جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے متعلق مذکور ہیں ان میں ایک بھی صحیح نہیں۔ یہ کسی قابل اعتماد مصنف کی کتاب میں مذکور نہیں اسے نہ اصحاب صحیح نے جیسے بخاری نہ اصحاب سنن نے، جیسے ابوداؤد وغیرہ نے اور نہ اصحاب مسانید جیسے امام احمدؒ وغیرہ نے ان کا تذکرہ کیا۔ مزید برآں ائمہ فقہ نے، جیسے مالکؒ۔ شافعیؒ۔ احمدؒ۔ اسحاق بن راہویہ ابوحنیفہ، ثوریؒ، اوزاعیؒ۔ اور لیث بن سعدؒ وغیرہ۔ اسے بیان نہیں کیا۔ یہ حدیثیں سراسر جھوٹی اور موضوع ہیں۔ جیسے یہ حدیث "من زارنی و زار ابی فی عام واحد ضمنت لہ علی اللہ الجنۃ" اور "من حج ولم یزرنی فقد جفانی"۔

یہ حدیثیں اور ان جیسی، دیگر احادیث سب جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

پہلی حدیث کو دار قطنی اور بزار نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔ اس روایت کا دارومدار عبداللہ بن عبداللہ بن عمر عمری پر ہے۔ وہ ضعیف ہے۔ تمام کتب حدیث کی چھان بین کرنے کے بعد یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر مبارک

؎۱ ترغیب، جلد دوم صفحہ ۴۸۵ بحوالہ، احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ۔

؎۲ اس کی سند میں دو مجہول الحال راوی ہیں۔

(۱) عبداللہ بن عمر عمری اس کے متعلق ابوحاتم نے لکھا ہے کہ وہ مجہول ہے۔ موسیٰ بن ہلال البصری عبدی ابوحاتم نے اسے بھی مجہول الحال لکھا ہے۔ عقیلی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ اس حدیث کی متابعت کسی نے نہیں کی، ابن خزیمہ نے اسے روایت کیا ہے (کشف الستر عما ورد فی السفر الی القبر۔

کے سلسلے میں کوئی صحیح حدیث بالکل ثابت نہیں۔ اس کے برعکس علماء نے صلوٰۃ وسلام کی احادیث کو درست قرار دیا ہے۔ اور ان پر اعتماد کیا ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام۔ رواہ ابو داؤد	جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میرے روح کو میرے جسم میں لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔

اسی طرح یہ حدیث کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ وکل بقبری ملائکۃ یبلغونی عن امتی السلام رواہ النسائی	اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر کچھ فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہوتی ہے کہ میری امت کا سلام مجھے پہنچائیں۔

اسی طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حدیث کہ آپ نے فرمایا۔

اکثروا علی من الصلوٰۃ یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ فان صلوٰتکم معروضۃ علی۔ قالوا کیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد ارمت فقال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل لحوم الانبیاء۔ (رواہ ابو داؤد)	جمعہ کے روز اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو تمہارا درود مجھے پہنچا دیا جاتا ہے! صحابہ کرام نے تعجب سے استفسار کیا کہ ہمارا درود آپ کو کیسے پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد آپ کا جسدِ اطہر بوسیدہ ہو جائے گا۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو انبیاء کے گوشت کھانے سے منع کیا ہوا ہے۔

امام مالکؒ کے نزدیک یہ کہنا کہ "میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی" منع ہے، کیونکہ زیارۃ کا لفظ عرف عام میں ایسے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جو نبی کو مبغض ہیں۔ اور جس کی ممانعت کی گئی ہے۔ چنانچہ قبروں کی زیارت کے دو طریقے ہیں۔ ایک شرعی طریقہ[۳] (یعنی قبر پر بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا یا دیگر غیر شرعی امور کا وہاں پر ارتکاب کرنا۔ یہ قطعاً ممنوع ہے اور سراسر شرک ہے۔ [۴] (یعنی قبر پر جا کر سلام کہنا) جو بالاتفاق جائز ہے۔ دوسرا بدعی

---

[۱] ترغیب جلد دوم ص۹۹ بحوالہ احمد، ابو داؤد۔

زیارتِ شرعی اور زیارتِ بدعی کی تفصیل

زیارتِ شرعی کی غرض وغایت میّت کو سلام کہنا اور اس کے لیے دُعا کرنا ہوتا ہے خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی۔ اسی لیے صحابہ کرامؓ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت سے مشرف ہوتے تو آپ کو سلام کہتے اور آپ کے لیے دعا کرتے۔ پھر واپس چلے جاتے آپ کی قبر مبارک پر کھڑا ہو کر کوئی شخص اپنے نفس کے لیئے دعا نہیں کرتا تھا۔ بنا بریں امام مالکؒ وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر اپنے لیے دُعا کرنے کو مکروہ تصوّر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بھی ایک نئی بدعت ہے۔

اسی لیے فقہا کہتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہنا چاہے یا اپنے لیے دُعا کرنے کا ارادہ کرے تو روزہ اطہر کے سامنے کھڑا ہو کر نہ کرے۔ بلکہ قبلہ رُخ ہو کر دُعا کرے۔ اگر سلام کہنا چاہے تو اس میں اختلاف ہے۔ آیا وہ سلام کے وقت قبلہ رو ہو یا قبر مبارک کی طرف منہ کر کے سلام کہے۔ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں قبلہ رو ہو کر سلام کرے۔ لیکن امام مالکؒ۔ امام شافعی اور امام احمدؒ کہتے ہیں، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف منہ کر کے سلام کہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اللھم لا تجعل قبری	الٰہی! میری قبر کو بت نہ بنانا مبادا لوگ اس
وثنا یعبد ؎۱	کی پوجا شروع کر دیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔

لعنۃ اللہ علی الیھود	اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے
والنصاریٰ اتخذوا قبور	ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ
انبیائھم مساجد ؎۲	بنا لیا

ایک اور موقعہ پر سید البشر نے فرمایا۔

؎۱ موطا مالکؒ

؎۲ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۳۹

ان من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی انہاکم عن ذالک ۔ [1]

تم سے پہلے لوگ قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے۔ خبردار تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بنانا۔ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔

بایں وجہ سلف صالحین اسی پر متفق ہیں کہ کوئی شخص کسی قبر کو خواہ نبی کی خواہ ولی کی ۔ نہ بوسہ دے اور نہ مسح کرے نیز ایسے مقام پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ وہاں پر دعا کرنے کی غرض سے یا اسی کے ذریعے دعا کرنے کی غرض سے جانا منع ہے۔ کیونکہ یہ تمام امور شرک اور بتوں کی پوجا کے اسباب ہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وقالوا لا تذرن آلھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا (نوح)

وہ (مشرک آپس میں ایک دوسرے سے) کہنے لگے۔ اپنے دیوتاؤں (کی پوجا) مت چھوڑنا (خصوصاً) ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی عبادت سے مت باز آنا۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں سے نیک لوگ تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا، تو لوگوں نے ان کی قبروں پر اعتکاف کیا، پھر ان کے بت تراشے، پھر ان کی عبادت کرنے لگے۔

مندرجہ بالا تمام امور اور ان جیسے دیگر امور سب بدعی زیارت کے زمرہ میں آتے ہیں۔! اور یہ نصاریٰ اور مشرکین کے دین کی مماثلت میں شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ زائر قبر کے پاس جاکر دعا اسی لیے کرتا ہے کہ یہاں دعا مستجاب ہوتی ہے۔ یا زائر قبر کے پاس جاکر میت کو پکارتا ہے۔ یا اس سے مدد طلب کرتا ہے۔ یا بت کی قسم کھاکر اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے۔ کہ وہ اس کی حاجت پوری کرے۔ یا اس کی مصیبت رفع کرے۔ تو یہ تمام امور بدعات ہیں۔ اور ان میں شرک پایا جاتا ہے، ایسے افعال قبر پہ کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اجازت نہیں فرمائی۔ آپ کے صحابہ کرام نے بھی کبھی ایسا کوئی کام نہیں کیا۔ اسی طرح ائمہ عظامؒ نے بھی ایسے امور کو واضح الفاظ میں ناجائز قرار دیا۔ جیسا کہ کسی اور مقام پر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے! یہی وجہ تھی کہ کوئی صحابی حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی قبر مبارک کی زیارت کی غرض سے

---

[1] صحیح مسلم، صحیح بخاری۔

بیت المقدس کا سفر نہیں کرتا تھا۔ بلکہ مسجدِ اقصیٰ کی زیارت کی غرض سے سفر کرتا تھا۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح معنوں میں پیروکار تھے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ حدیث سنی ہوئی تھی۔

لا تشد الرحال الا الی	تینوں مسجدوں کی زیارت کے ماسوا کسی مقام
ثلاثة مساجد المسجد	کی زیارت کی غرض سے سفر نہ کیا جائے وہ تینوں
الحرام والمسجد الاقصیٰ	مساجد یہ ہیں۔ (۱) مسجد الحرام، مسجد اقصیٰ۔ میری یہ
ومسجدی ھذا (صحیح بخاری) ۱	مسجد (مسجد نبوی)

اس لئے (ائمہ دین) اس امر پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت خلیل اللہؑ کی قبر یا طور پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ یا غارِ حرا وغیرہ کی زیارت کے لیے سفر کی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔

رہی یہ بات کہ اگر کوئی شخص ایسی نذر مان لے تو کیا اس پر کفارہ ہے یا نہیں۔؟ اس کے متعلق دو اقوال ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من نذر ان یطیع اللہ	جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر مانے تو وہ
فلیطعہ ومن نذر ان یعصی	اسے پورا کرے اور جو اللہ کی نافرمانی کی نذر
اللہ فلا یعصہ ۲	مانے تو وہ اسے پورا نہ کرے۔!

دونوں قولوں میں اظہر بات یہ ہے کہ اس قسم کے مقامات کا سفر کرنا معصیت ہے حتیٰ کہ جو شخص اس کے معصیت ہونے کا قائل ہے۔ اس کے نزدیک اس سفر میں نماز قصر کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ سفرِ معصیت میں نماز قصر کرنے کی اجازت نہیں۔ ہاں البتہ اگر مسجد نبوی یا بیت المقدس جانے کی نذر مانے تو اس میں علماء کے دو اقوال ہیں۔ ان دونوں میں راجح قول یہ ہے کہ اسے پورا کرنا واجب ہوگا۔ چنانچہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا یہی مسلک ہے امام شافعیؒ کا ایک قول ان کے موافق ہے۔ دوسرا قول یہ ہے۔ کہ نذر کو پورا کرنا واجب نہیں چنانچہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعیؒ کا یہی مسلک ہے یہ کہتے ہیں کہ نذر وہ واجب ہوتی ہے۔ جس کی جنس شریعت سے واجب کی ہو۔ لیکن اس معاملہ میں راجح یہ بات ہے۔ کہ ہر نذر کا پورا کرنا

۱۔ صحیح بخاری۔ ۲۔ صحیح بخاری

اطاعت ہے۔ بشرطیکہ نذر معصیت نہ ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من نذر ان یطیع اللہ فلیطعہ [1] — جس نے اللہ کی اطاعت کرنے کی نذر مانی ہو تو وہ اس کی اطاعت کرے (اسے پورا کرے)

یہاں پر ہر قسم کی اطاعت مراد ہے، کسی اطاعت کو مخصوص یا مستثنیٰ نہیں کیا۔

الغرض، صحابہ کرام کسی مقام کی زیارت یا کسی نبی کے آثار کی زیارت یا ان کی قبروں اور مسجدوں کی زیارت کی غرض سے سفر کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ صرف تین مساجد (مسجد الحرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی) کی زیارت کے لیئے سفر کرنا مستحب تصور کرتے تھے۔ بلکہ اگر کوئی ایسا کرتا تو اسے سختی سے منع کرتے، جیسے طورِ سینا جہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ربّ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کیا کی زیارت کے لیئے کوئی جاتا تو اسے منع کرتے اور اس کا انکار کرتے۔ حتیٰ کہ وہ غار حرا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے عبادت کیا کرتے تھے! بعثت کے بعد آپ اس میں کبھی تشریف نہیں لے گئے۔ اور نہ آپ کے کسی صحابی نے غارِ حرا کی زیارت کی نیت سے ادھر کا رخ کیا۔ اسی طرح وہ غار (غارِ ثور) جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے، کا سفر کرنا جائز نہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک سفر میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ایک مقام پر باری باری آ کر نماز پڑھتے ہیں۔ ان سے دریافت کیا، یہاں کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ان کو سختی سے ڈانٹا اور کہا کیا تم انبیاء کے آثار کو اپنے لیئے مسجدیں بنانا چاہتے ہو۔ پہلی امتیں اسی مرض کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئیں۔ اگر نماز کا وقت ہو تو وہاں پر نماز پڑھ لو۔ ورنہ وہاں پر ٹھہرنے اور نماز پڑھنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کے ماسوا کسی مقام کو عبادت کے لیئے مقرر نہیں کیا۔ کہ وہاں آ کر باری باری نماز پڑھیں۔ جو مسجد نہیں وہاں عبادت کی غرض سے جانا جائز نہیں خواہ وہ نبی کا مکان ہو یا قبر۔

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء اور اولیاء کی قبروں کے پاس مسجدیں بنانے سے منع فرمایا۔

---

[1] صحیح بخاری

چنانچہ ارشادِ نبوی ہے۔

لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد (صحیح بخاری) سلہ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔

ایک اور حدیث میں فرمایا۔

الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی انھاکم عن ذالک (صحیح بخاری وصحیح مسلم)	خبردار! قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنا لینا، میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

ان من شرار الناس من تدرکھم الساعۃ وھم احیاء والذین یتخذون القبور مساجد (صحیح ابو حاتم ومسند احمد)	سب سے بدترین لوگ وہ ہوں گے جو قیامت آنے کے وقت زندہ ہوں گے اور وہ لوگ جو قبروں پر مسجدوں کی طرح عبادت کرتے ہیں!

مزید برآں قبرستان میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا کیونکہ اس میں ان لوگوں سے مشابہت ہوتی تھی جو قبروں کو مسجد بنا لیتے ہیں، جیسے سنن میں مذکور ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الارض کلھا مسجد الا المقبرۃ والحمام	یعنی تمام روئے زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔

ائمہ دین جیسے امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اہلِ عراق وغیرہ نے اسی طرح اس کی وضاحت کی ہے۔ بلکہ حضرت انسؓ سے بھی یونہی منقول ہے۔

سلہ صحیح البخاری جلد اوّل صـــ ۱۸۶